

رافضیوں سے قتال کرنے کے متعلق روایات کی تحقیق

بعض روایات میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف رافضیوں کی پیشین گوئی کی بلکہ ان سے قتال کا بھی حکم دیا۔ اس قسم کی جتنی بھی روایتیں مروی ہیں سب سخت ضعیف ہیں۔

یہ روایت نوں (9) مختلف طرق سے مروی ہے جن میں سے:

ایک طریق سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

پانچ مختلف طرق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔

ایک طریق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہے۔

ایک طریق سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہے۔

اور ایک آخری طریق سیدنا عبد اللہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

ان تمام طرق کا جائزہ ذیل میں لیا جائے گا ان شاء اللہ

1- حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

یہ حدیث درج ذیل محدثین نے اپنی کتب میں نقل کی ہے:

- امام احمد بن حنبل فی فضائل الصحابہ (ج 651، 702)
- عبد بن حمید فی المسند (ج 698)
- الحارث بن ابی اسامہ فی المسند (البعیہ الباحت عن زوائد مسند الحارث: 1048)

- البزار فی المسند (کشف الاستار: 2775)
- ابن ابی عاصم فی السنہ (981 ح)
- ابو جعفر العقیلی فی الضعفاء الکبیر (1:284)
- ابو یعلیٰ الموصلی فی المسند (2586 ح)
- ابن الاعربی فی المعجم (1543 ح)
- الطبرانی فی المعجم الکبیر (12998، 12997 ح)
- ابو نعیم الاصبہانی فی حلیۃ الاولیاء (5015، 5014)
- الیہقی فی الدلائل النبویۃ (6:548)

اور یہ سب اس حدیث کو درج ذیل سند و متن سے روایت کرتے ہیں:

"عن **الحجاج بن تمیم**، عن میمون بن مہران، عن ابن عباس، قال:

كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم، وعنده علي، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «يا علي سيكون في أمتي قوم ينتحلون حبنا أهل

البيت لهم نبز يسمون الرافضة فاقتلوهم، فإنهم مشركون»

ترجمہ: حجاج بن تمیم نے میمون بن مہران کے زریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا اور ان کے پاس علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے علی، آخری زمانے میں میری امت کی ایک قوم ہوگی جو میرے اہل بیت کی محبت میں حد سے تجاوز کر جائیں گے، وہ رافضہ کے نام سے جانے جائیں گے، پس جب بھی انہیں پاؤں تو ان سے قتال کرو کیونکہ وہ مشرکین ہیں۔" (لفظ الطبرانی)

امام احمد کے الفاظ ہیں:

"عن **الحجاج بن تمیم**، عن میمون بن مہران، عن ابن عباس قال: قال

النبي صلى الله عليه وسلم: «يكون في آخر الزمان قوم يبنزون

الرافضة، يرفضون الإسلام ويلفظونه، فاقتلوهم فإنهم مشركون»

یہ حدیث اس سند کے ساتھ ضعیف و منکر ہے کیونکہ حجاج بن تمیم ضعیف راوی ہے (دیکھیں تقریب التہذیب: 1120) نہ صرف یہ کہ وہ خود ضعیف ہے بلکہ اس کی میمون بن مہران سے روایت خصوصاً مجروح ہے۔ چنانچہ امام ابن عدی فرماتے ہیں:

"یروی عَنْ میمون بن مہران روایتہ عنہ لیس بالمستقیم"

"حجاج نے میمون بن مہران سے روایت لی ہے اور اس کی میمون سے روایات غیر مستقیم ہیں۔" (الکامل لابن عدی: 2:528) اسی طرح امام ابو جعفر العقلی فرماتے ہیں:

"روی عنہ أحادیث لا يتابع علی شيء منها"

"حجاج نے میمون سے ایسی روایتیں بیان کی ہیں جن میں سے کسی کی بھی کوئی متابعت نہیں کی گئی۔" (الضعفاء الکبیر: 1:284) اور اس جرح کے فوراً بعد امام عقلی نے اسی زیر بحث روایت کو ذکر کیا ہے۔

اور امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وأحادیثه تدل علی أنه واه"

"اور اس کی احادیث اس کے واہیات ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔" (میزان الاعتدال: 1/461)

جہاں تک علامہ بیہقی کا اس کی سند کو حسن کہنے کا تعلق ہے تو یہ انہوں نے محض اپنے تساہل کی بنا پر اور امام ابن حبان کی حجاج کی توثیق پر اعتماد کرتے ہوئے کیا ہے۔

چنانچہ یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف و منکر ہے۔

2- حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ بطریق سیدنا حسن رضی اللہ عنہ

اس کی تخریج کرنے والے درج ذیل ہیں:

1. امام احمد فی المسند (807ح)
2. ابن ابی عاصم فی السنہ (978ح)
3. عبد اللہ بن احمد فی السنہ (2:546، 547)
4. البزار فی المسند (المحرم الزخار: 499)
5. الآجری فی الشریعہ (1540)
6. ابن بشران فی الامالی (1:217)
7. البیہقی فی الدلائل النبویة (6:547)
8. الخطیب فی تلخیص المتشابه، والموضح الاوهام، والتاریخ بغداد، وغیرہ۔

اور اسے انہوں نے درج ذیل سند سے روایت کیا ہے:

"عن **أبو عقيل يحيى بن المتوكل، عن كثير النواء، عن إبراهيم بن حسن بن حسن بن علي بن أبي طالب، عن أبيه، عن جده، قال:** قال علي بن أبي طالب، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " يظهر في آخر الزمان قوم يسمون الرافضة يرفضون الإسلام " (لفظ احمد)

نوٹ #1: اس روایت میں قتال کا ذکر نہیں ہے۔

نوٹ #2: بیہقی کی سند میں "ابو عقیل" مذکور کی جگہ "ابو سہل" درج ہے جو کہ غلطی ہے لہذا اسے ابو عقیل کی متابعت سمجھنا غلط

ہے۔

یہ سند درج ذیل علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے:
پہلی: ابو عقیل یحییٰ بن المتوکل ضعیف الحدیث ہے:
امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"هو واهي الحديث"

"وہ حدیث میں واهیات ہے" (الکامل: 39: 9-40)
امام ابن عدی فرماتے ہیں:

"عَامَّةُ أَحَادِيثِهِ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ"

"اس کی عام روایتیں غیر محفوظ ہیں" (الکامل 43: 9)

البتہ عبد اللہ بن احمد کی السنہ میں ابو عقیل کی متابعت "ابو شہاب عبد ربہ بن نافع" نے کر رکھی ہے، جو ثقافت کی روایت کے مخالف ہے۔

دوسری: کثیر النواء بھی ضعیف الحدیث ہے:

امام ابو حاتم اور امام نسائی فرماتے ہیں:

"ضعيف الحديث"

"وہ ضعیف الحدیث ہے" (میزان الاعتدال 3: 402)

بلکہ امام جوزجانی فرماتے ہیں:

"كثير النواء متروك"

"کثیر النواء متروک ہے" (احوال الرجال)۔

تیسری: ابراہیم بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب "مجهول الحال" ہے۔
اسے سوائے ابن حبان (کتاب الثقات: 6:3) کے کسی نے ثقہ نہیں کہا ہے۔
اور حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"ليس بذلك المشهور في حاله"

"اس کا حال مشہور نہیں ہے۔" (البدایہ والنہایہ 6:89)

اور حافظ ہیثمی اس کی ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"فيه من لم أعرفهم"

"اس سند میں ایسے راوی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا" (مجمع الزوائد 9:185)۔

3- حدیث سیدنا علی رضی اللہ بطریق ابو عبد الرحمن السلمی

ابن ابی عاصم السنہ (979) میں اور الآجری الشریعہ (1538) میں روایت کرتے ہیں:

"عن أبو سعيد محمد بن أسعد التغلبي، حدثنا عبث بن القاسم أبو

زبيد، عن حصين بن عبد الرحمن، عن أبي عبد الرحمن السلمي، عن علي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "سيأتي بعدي قوم لهم نبي يقال لهم: الرافضة، فإذا لقيتموهم فاقتلوهم، فإنهم مشركون". قلت: يا رسول الله ما العلامة فيهم؟ قال: «يقرضونك بما ليس فيك، ويطعنون على أصحابي ويشتمونهم»»

یہ سند ابو سعید محمد بن اسعد التغلبی کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

امام ابو زرہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

"منکر الحدیث" (الجرح والتعذیل: ج 7 ت 1152)۔

امام ابو جعفر العقلی نے اسے اپنی ضعفاء میں ذکر کیا اور فرمایا:

"منکر الحدیث (4:30)۔"

4- حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ بطریق ابو سلیمان الہمدانی عن رجل عنہ

عبد اللہ بن احمد السنہ (2:547) میں اور ابن عساکر اپنی تاریخ (42:335) میں روایت کرتے ہیں:

"عن أبي جناب الكلبي، عن أبي سليمان الهمداني أو النخعي،

عن عمه، عن علي رضي الله عنه قال: قال لي النبي صلى الله عليه

وسلم: «يا علي أنت وشيعتك في الجنة وإن قوما لهم نبي يقال له

الرافضة إن أدرکتهم فاقتلهم فإنهم مشرکون»

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس میں درج ذیل علتیں پائی جاتی ہیں:

پہلی: ابو سلیمان الہمدانی اس روایت کو اپنے استاد سے روایت کرنے میں کافی اضطراب کا شکار ہے۔

چنانچہ اسی روایت کو ابو بکر السلمانی نے "جزء فیہ من حدیث ابی بکر" (20) میں اور ابن بشران نے امالی (1:217، 218) میں

اسے ابو سلیمان الہمدانی سے روایت کیا لیکن اس میں "عمہ" کی جگہ "أبيه" مذکور ہے۔

اور اسی روایت کو ابن الاعرابی نے اپنی معجم (1539) میں روایت کیا ہے اور اس میں ابو سلیمان اسے براہ راست سیدنا علی رضی

اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ پر ابن الاعربی (250، 1540) نے اور اللاکائی نے شرح اصول الاعتقاد (2803) میں اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس میں ابو سلیمان نے اسے "عن رجل عن علي" کے طریق سے روایت کیا ہے۔
الغرض ابو سلیمان اس روایت میں اضطراب کا شکار ہے۔

دوسری: چاہے "عمہ" ہو یا "آبیہ" ہو یا "رجل" ہو۔ یہ راوی مجھول ہے۔

تیسری: ابو سلیمان خود بھی مجھول و غیر مقبول ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں:

"لا يدري من هو كأبيه، وأتى بخبر منكر"

"اس کی اپنے باپ کی طرح کوئی خبر نہیں ہے کہ یہ کون ہے، اور اس نے ایک منکر روایت بیان کی ہے۔" (میزان الاعتدال 4:533)۔

غالباً امام ذہبی اسی روایت کی بات کر رہے ہیں۔

چوتھی: ابو جناب الکلبی بھی ضعیف ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں:

"أحاديثه مناكير" (العلل رواية عبد الله: 4473)

امام یعقوب بن سفیان الفسوی فرماتے ہیں:

"ضعيف، وكان يدلّس" (المعرفة والتاريخ 3:108)۔

5- حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ بطریق کیسان

امام لاکائی روایت کرتے ہیں:

"أنا محمد بن عبد الرحمن، أنا عبید اللہ بن محمد البغوي، قال:
نا **سويد بن سعيد**، قال: نا **مروان بن معاوية**، عن **حماد بن**
کیسان، عن **أبيه**، وكانت تحته سرية لعلی، سمعت علیا يقول: يكون
في آخر الزمان قوم لهم نبز يسمون الرافضة يرفضون الإسلام فاقتلوهم،
فإنهم مشركون" (شرح اصول الاعتقاد: 2806)

یہ روایت درج ذیل علتوں کی وجہ سے سخت ضعیف ہے:

پہلی: سويد بن سعيد مختلف فیہ ہے۔ اگر انہیں ثقہ بھی تسلیم کیا جائے تو بھی ہر کوئی اس بات پر متفق ہے کہ اپنی آخری عمر میں
سعيد اندھے پن کی وجہ سے مختلط ہو گئے تھے اور لوگوں کی تلقین قبول کرنے لگے تھے۔

چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں:

"سويد بن سعيد فيه نظر، كان أعمي فيلقن ما ليس من حديثه"

"سويد بن سعيد میں نظر ہے، وہ اندھا ہو گیا تھا جس کے بعد وہ ایسی تلقین بھی قبول کر لیا کرتا تھا جو اس کی روایت میں سے نہیں
تھی" (تاریخ الکبیر 2: 262)۔

اور اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ابوالقاسم البغوی نے سويد سے اس کے اختلاط کے پہلے سنا ہے۔

دوسری: مروان بن معاوية بھی مختلف فیہ ہے لیکن اس کی روایت صرف اسی وقت صحیح ہوگی جب وہ معروف لوگوں سے روایت
کرے۔

امام عجل فرماتے ہیں:

"ثقة ثبت، ما حدث عَنِ المعروفين فصحيح، وما حدث عَنِ المجهولين ففیه ما فیہ وليس بشيء"

"وہ ثقہ ثبت ہے۔ جو روایت وہ معروف لوگوں سے روایت کرے تو صحیح ہوتی ہے اور جو روایت وہ مجہول لوگوں سے روایت کرے تو اس میں غلط چیزیں شامل ہوتی ہیں اور اس کی ان روایتوں کی کوئی وقعت نہیں۔" (الثقات: ص 50)

اور امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں:

"وتكثر روايته عَنِ الشيوخ المجهولين"

"وہ کثرت سے مجہول شیوخ سے روایتیں لیتا ہے" (الجرح والتعديل: ج 8 ص 1246)

اور یہی حال اس کی اس روایت میں بھی ہے لہذا یہاں وہ حجت نہیں ہے۔

اور اس کے ساتھ وہ مدلس بھی تھا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"كان يدلس أسماء الشيوخ" (تقریب: 6575)۔

تیسری: حماد بن کیسان مجہول الحال ہے اور سوائے ابن حبان (کتاب الثقات 5: 136) کے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی ہے۔

چوتھی: حماد کا باپ، کیسان تو اپنے بیٹے سے بھی بُری حالت میں ہے کیونکہ وہ مجہول العین ہے اور اس کا کوئی ترجمہ کہیں کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ اور اس سے سوائے اس کے بیٹے کے کوئی روایت نہیں کرتا۔

6- حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ بطریق شعبی

امام ابو نعیم الاصبھانی روایت کرتے ہیں:

"حدثنا أبو أحمد محمد بن أحمد قال: ثنا علي بن إسماعيل الصغار البغدادي، قال: حدثني **أبو عصمة عصام بن الحكم البصري** قال: ثنا **جميع بن عبد الله البصري**، قال: ثنا **سوار الهمداني**، عن محمد بن جحادة، عن الشعبي، عن علي، قال: قال لي النبي صلى الله عليه وسلم: «وإنك شيعتك في الجنة، وسيأتي قوم لهم نيز يقال لهم الرافضة، فإذا لقيتموهم فاقتلوهم؛ فإنهم مشركون»»

یہ سند موضوع و من گھڑت ہے۔ اس میں درج ذیل علتیں ہیں:

پہلی: عصام بن الحكم ابو عصمه مجهول الحال ہے۔ امام خطیب بغداد نے اسے اپنی تاریخ (14:229) میں بغیر کسی جرح یا تعدیل کے ذکر کیا ہے۔

دوسری: جميع بن عبد الله البصري کا صحیح نام "جميع بن عمر بن سوار البصري" ہے (دیکھیں تاریخ بغداد 14:229، الموضوعات لابن الجوزی 1:397، اور میزان الاعتدال 1:421)۔ اور اس کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں:

"متروك" (میزان 1:421)۔

تیسری: سوار الهمدانی بھی سخت ضعیف متروک و متہم بالوضع راوی ہے۔

امام ابن حبان فرماتے ہیں:

"كان ممن يأتي بالمناكير عن المشاهير حتى يسبق إلى القلب أنه
كان المتعمد لها"

"وہ ان میں سے ہے جو مشہور راویوں سے منکر روایتیں نقل کرتے ہیں حتیٰ کہ دل میں یہ گمان ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایسا جان بوجھ کر کرتا ہے" (المجر و حین 1:356)۔

امام بخاری فرماتے ہیں:

"منکر الحديث" (تاریخ الکبیر 4:169)۔

امام نسائی وغیرہ فرماتے ہیں:

"متروک" (میزان الاعتدال 2:246)۔

چوتھی: سوار بن مصعب اس روایت میں شدید اضطراب کا شکار ہے جیسا کہ نیچے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

اسی لئے امام ابن الجوزی نے اس روایت کو اپنی موضوعات (1:397) میں ذکر کیا ہے۔

7- حدیث سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

امام ابویعلیٰ الموصلی اپنی مسند (6749) میں روایت کرتے ہیں:

"حدثنا أبو سعيد الأشج: حدثنا **ابن إدريس** عن أبي الجحاف داود بن أبي عوف عن محمد ابن عمرو الهاشمي عن **زينب بنت علي** عن فاطمة بنت محمد قالت: نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلى علي فقال: هذا في الجنة - يعني: علياً - وإن من شيعته قوماً يعلمون الإسلام ثم يرفضونه، لهم نيز يسمون: الرافضة، من لقيهم فليقتلهم،

فإنهم مشركون

حافظ ہنشی اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"رجاله ثقات، إلا أن زينب بنت علي لم تسمع من فاطمة فيما أعلم
والله أعلم"

"اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں الا یہ کہ زینب بنت علی نے میرے علم کے مطابق فاطمہ سے نہیں سنا، واللہ اعلم" (مجمع الزوائد
10:22)۔

البتہ اس روایت کا ضعف محض ایک انقطاع جتنا ہلکا نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ہنشی نے اس سند کے رواۃ کو محض ابو
یعلیٰ کی سند کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی ثقہ کہہ دیا ہے جس میں "ابن ادریس" اس کے ایک راوی کے طور پر مذکور ہے۔ لیکن یہ نام
یہاں پر غلط لکھا گیا ہے اور اسی لئے ہنشی نے اس کی توثیق کر دی ہے۔

اصل نام "ابن ادریس" نہیں بلکہ "ابو ادریس" ہے، اور اس ابو ادریس سے مراد "تلید بن سلیمان" ہے۔ یہی وہ راوی ہے جو ابو
الحجاف سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابو الاشج نے روایت لی ہے۔ جہاں تک "ابن ادریس" کا تعلق ہے تو اس کا ابو الحجاف سے
کچھ بھی روایت کرنا ثابت نہیں ہے۔

امام ابن حبان فرماتے ہیں:

"تليد بن سليمان، كنيته: (أبو إدريس) الكوفي، روى عن أبي الجحاف
داود ابن أبي عوف روى عنه الكوفيون، وكان رافضياً يشتم أصحاب
محمد صلى الله عليه وسلم، وروى في فضائل أهل البيت عجائب، وقد

حمل عليه ابن معين حملاً شديداً، وأمر بتركه..."

"تليد بن سليمان: اس کی کنیت ابو ادريس ہے اور وہ کوئی ہے۔ وہ ابو الجحاف داود بن ابی عوف سے روایت کرتا ہے اور اس سے اہل کوفہ روایت کرتے ہیں۔ وہ ایک رافضی تھا جو اصحاب محمد ﷺ کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ اس نے اہل بیت کے فضائل میں عجیب و غریب روایتیں بیان کی ہیں۔ امام ابن معین نے اس پر شدید جرح کی ہے اور اس کو ترک کرنے کا حکم دیا ہے" (المجروحین 1:204-205)۔

اس کے فوراً بعد امام ابن حبان نے اس کی اسی روایت کو نقل کیا ہے جس میں اس کا مکمل نام درج ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"حدثنا محمد بن عمرو بن يوسف: ثنا أبو سعيد الأشج: ثنا تليد بن سليمان عن أبي الجحاف"

اور ابن حبان کے طریق سے اس کو ابن الجوزی نے بھی العلل المتناہیہ (1:159-160) میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے:

"لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال أحمد وابن معين: (تليد) كذاب"

"یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ امام احمد اور ابن معین فرماتے ہیں کہ تليد کذاب ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ابو یعلیٰ کی سند میں غلطی ہے اور اس میں "ابن ادريس" کی جگہ "ابو ادريس" آنا چاہیے تھا اور ابو ادريس کا پورا نام تليد بن سليمان ہے۔

بلکہ امام ابن عساکر نے بھی اپنی تاریخ (174:69) میں ابو یعلیٰ کی اس سند کو بعینہ نقل کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی امام ابن عساکر نے اس غلطی کی تصحیح کرتے ہوئے فرمایا:

"وإنما هو أبو إدريس وهو تليد بن سليمان"

"اور یہ (یعنی ابن ادريس) اصل میں ابو ادريس ہے جس کا نام تليد بن سليمان ہے۔"

لہذا یہ سند تلید بن سلیمان کذاب کی وجہ سے موضوع ہے اور اس میں انقطاع بھی موجود ہے جیسا کہ بیہی نے اشارہ کیا ہے۔
نیز دیکھئے سلسلۃ الضعیفہ: 6541۔

تنبیہ: بعض دوسری ایسی اسانید موجود ہیں جن میں بظاہر تلید کی متابعت کی گئی ہے لیکن نہ صرف وہ تمام متابعات ضعیف اسانید سے مروی ہیں بلکہ ان میں سے کوئی بھی اسناد خود متابعت تک ہی صحیح سند سے نہیں پہنچتی، لہذا وہ تلید کی متابعات نہیں بن سکتیں۔
البتہ سوار سے اس کی ایک متابعت ثابت ہے لیکن سوار خود متہم راوی ہے اور اس نے شدید اضطراب کیا ہے، دیکھئے حدیث سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔

8- حدیث سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

امام ابن ابی عاصم السنہ (980) میں روایت کرتے ہیں:

"حدثنا محمد بن عوف، ثنا **يكر بن خنيس**، حدثنا **سوار بن مصعب**،
عن داود بن أبي عوف، عن فاطمة بنت علي، عن فاطمة الكبرى، عن
أسماء بنت عميس، عن أم سلمة، قالت: كانت ليلتي، وكان رسول الله
صلى الله عليه وسلم عندي فجاءت إلي فاطمة مسلمة، فتبعها علي،
فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه، فقال: "أبشر يا علي،
أنت وأصحابك في الجنة، إلا أن ممن يزعم أنه يحبك، قوم يرفضون
الإسلام، يلفظونه، يقال لهم: الرافضة، فإذا لقيتهم فجاهدهم، فإنهم
مشركون". قلت: يا رسول الله، ما العلامة فيهم؟ قال: «لا يشهدون
جمعة، ولا جماعة، ويطعنون على السلف»

یہ روایت درج ذیل علتوں کی وجہ سے موضوع و مضطرب ہے:

پہلی: مصعب بن سوار الہدانی متروک و متہم راوی ہے جیسا کہ اوپر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بطریق شعبی کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔

دوسری: بکر بن خنیس بھی ضعیف ہے۔ امام ذہبی اس کے متعلق فرماتے ہیں :
"واہ" (الکاشف)۔

تیسری: مصعب نے اس روایت میں کافی اضطراب کیا ہے۔

وہ کبھی اس روایت کو "عن ابو الجحاف عن فاطمہ" کے طریق سے روایت کرتا ہے جیسا کہ اس سند میں مذکور ہے۔

کبھی وہ اسے "عن عطیہ العوفی عن ابو سعید" کے طریق سے روایت کرتا ہے (معجم الاوسط: 6605،
والشریعہ للآجری: 1535)۔

کبھی وہ اسے "عن ابو الجحاف عن محمد بن عمرو الباشمی" کے طریق سے روایت کرتا ہے (دیکھئے الجزء العاشر لابن الفتح ابن ابی الفوارس: 39)۔

تو کبھی وہ اسے "عن محمد بن جحادہ عن الشعبی عن علی" کے طریق سے روایت کرتا ہے (دیکھئے حدیث سیدنا علی بطریق شعبی)۔

اتنے شدید ضعف و اضطراب کے بعد اس روایت کے موضوع و من گھڑت ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

9- حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

امام ابو بکر الآجری روایت کرتے ہیں:

"أنبأنا أبو محمد عبد الله بن صالح البخاري قال: حدثنا **القاسم بن أبي**

يزة قال: حدثنا **محمد بن معاوية** قال: حدثنا **يحيى بن سابق**

المدني , عن زيد بن أسلم , عن أبيه , عن ابن عمر قال: قال رسول

الله صلى الله عليه وسلم: " يا علي , أنت في الجنة ثلاثا قالها

وسياتي من بعدي قوم لهم نبز , يقال لهم: الرافضة فإذا لقيتهم

فاقتلهم فإنهم مشركون " قال: وما علامتهم يا رسول الله ؟ . قال: «لا

يرون جمعة ولا جماعة , يشتمون أبا بكر وعمر "» (الشريعة 5:2513)

یہ سند درج ذیل علتوں کی وجہ سے موضوع ہے:

پہلی: قاسم بن ابی ہریرہ ضعیف الحدیث ہے۔

امام ابو زرہ فرماتے ہیں:

"وهو ضعيف الحديث" (تاریخ الاسلام 5:1069)۔

امام عقیلی فرماتے ہیں:

"منكر الحديث، يوصل الأحاديث" (ایضاً)۔

دوسری: محمد بن معاویہ بن اعین کذاب اور وضاع الحدیث راوی ہے۔

امام احمد و ابن معین فرماتے ہیں:

"هو كذاب" (ضعفاء لعقيلي: 1709)۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

"كان بمكة يضع الحديث، متروك"

"وہ مکہ میں حدیثیں گھڑا کرتا تھا، وہ متروک راوی ہے" (سؤالات البرقانی: 456)۔

تیسری: یحییٰ بن سابق المدینی بھی متروک راوی ہے۔

امام ابن حبان فرماتے ہیں:

"كان ممن يروي الموضوعات عن الثقات"

"وہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں نقل کرتا تھا۔" (المجروحین 14: 3)

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

"متروك" (لسان الميزان 8: 441)۔

لہذا یہ سند بھی اپنے جیسی دوسری روایتوں کی طرح موضوع و من گھڑت ہے۔

علت خفیہ

ان تمام اسانید کے مطالعے پر ایک یا دو باتیں جو سامنے آئی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

- 1- ان تمام روایات کو روایت کرنے والوں میں شیعہ و روافض شامل ہیں جو کہ ایک عجیب بات ہے۔
- 2- ان تمام روایات کا ضعف تابعین کے دور کے بعد کے راویوں کی وجہ سے ہے اور ان میں سے اکثر کا ضعف اتباع التابعین کے بھی بعد کے راویوں سے ہے۔

گویا خیر القرون کے دور میں ان روایات کا وجود ثابت نہیں ہوتا اور یہ روایات ان کے بعد مشہور ہوئیں۔ اس سے ان روایات کے موضوع یا سخت ضعیف ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ اللہ اعلم۔

ان روایات پر محدثین کا حکم

امام ابو بکر البیہقی ابن عباس کی روایت کے تحت فرماتے ہیں:

"ضعیف، وروی في معناه من أوجه آخر كلها ضعيفة"

"یہ روایت ضعیف ہے اور اس معنی کی روایات دوسرے طرق سے بھی مروی ہیں اور وہ سب ضعیف ہیں" (دلائل النبوة

6:548)۔

اسی طرح اس قسم کی تمام روایات کو درج ذیل علماء نے بھی ضعیف و مردود قرار دیا ہے:

امام ابن عدی

امام عقیلی

امام ابن الجوزی

امام ذہبی

حافظ ابن القیسرانی

امام البانی (الضعیفہ: 5590, 6267, 6541)

وغیر ہم

واللہ تعالیٰ اعلم۔